فلسطین کے سوال کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ خلیجی بحران نے اس مسئلے کی طرف توجہ دینے کے لیے ایک بہتر موقع فراہم کیا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ "جب تک فلسطینی عوام ریاست سے محروم ہیں، اسرائیل کو کبھی تحفظ میسر نہیں آسکتا۔" ان کی رائے میں "اگر اسرائیل فلسطینی مسئلے کی جانب توجہ دینے میں ناکام رہا تو مشرقِ وسطیٰ جنگ کے بعد بھی عدم استحکام کا شکار رہے گا۔"

ڈاکٹر ایلس نے تجویز پیش کی، گو انہوں نے اس بات سے اتفاق ہے کہ ایسا ہونا بعید از قیاس ہے، کہ مشرقِ وسطیٰ میں امن کی خاطر اسرائیلی اور فلسطینی اپنے آپ کو ایک قوم کی شکل میں ڈھال لیں۔

انہوں نے کہا کہ اسرائیل کو فلسطینیوں پر ہونے والے ظلم و تشدد کی ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ "اگر ہالوکاسٹ (جس میں دوسری جنگ عظیم کے دوران میں 60 لاکھ یہودیوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا) کو فسلطینیوں پر ظلم و ستم کے لیے وجہ جواز ٹھہرایا جاتا ہے تو اس کے بعد ہم یہودی بے گناہ نہیں ہیں۔"

نیویارک کے اکومینیکل ٹرینڈز (ECUMENICAL TRENDS) میں اپنے ایک مطبوعہ مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے یہودی ماہر دینیات نے اس بات پر زور دیا کہ فلسطینیوں کے ساتھ سفاکانہ سلوک کے نتیجے میں یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ اسرائیل بے گناہ نہیں۔

فسلطینیوں کو بحیثیت قوم ذلیل و خوار اور تباہ و برباد کرنے کے عمل میں ہم نے انہیں انسان سے کم تر حیثیت میں پیش کیا ہے، انہیں ان کی زمینوں اور جائیدادوں سے بے دخل کیا ہے، جلاوطن کیا ہے، انہیں ایذائیں دی ہیں، حتیٰ کہ جان سے مار ڈالا ہے۔ فلسطینیوں پر ڈھائے جانےوالے ان تمام مصائب و آلام کے لیے ہم قصور وار ہیں۔" (رپورٹ اے پی ایس بلٹین)

## "انہیں بتادیں یہ مذہبی جنگ نہیں ہے" ایک مشنری رہنما کا بیان

خلیجی جنگ کوئی مذہبی تنازعہ نہیں ہے۔ عیسائیوں کی جانب سے ذرائع ابلاغ اور عوام کو یہ بات بہ آواز بلند اور واضح طور پر تکرار کے ساتھ کہی جانی چاہیے۔" اس نقطۂ نظر کا اظہار انٹر سرو (INTER SERVE) کے جنرل سیکریٹری آرتھر پونٹ نے کیا۔ اس تنظیم کے کارکن کافی تعداد میں خلیج اور پاکستان میں کام کرتے ہیں۔

انٹرسرو اردن سے اپنے لوگوں کو پہلے ہی نکال چکی ہے اور خلیج کے علاقے سے دیگر کارکنوں کو نکالنے کے لیے ہنگامی پروگرام تیار کیے جا چکے ہیں۔ پاکستان میں جنگجو نوجوان سڑکوں پر غم وغصے کا اظہار کر رہے ہیں اور اپنا غصہ اتارنے کے لیے کسی ہدف کی تلاش میں ہیں۔ لوگوں میں یہ دلیل زور پکڑتی جارہی ہے کہ خلیجی جنگ مسلمانوں اور اہل مغرب کے درمیان ہے۔ حکومت پاکستان نے تعلیمی ادارے بند کر دیے ہیں جس سے صورتِ حال مزید خراب ہو گئی ہے۔"

بہت سے ممالک میں عیسائی کارکن عرب عوام کے ذہنی انتشار اور غصے کا سامنا کر رہے ہیں۔ اور اکثر ملکوں میں انہیں تاکید کی گئی ہے کہ وہ زیادہ متحرک نہ ہوں اور جہاں تک ممکن ہو گھروں کے اندر رہیں۔ بہت سے مغربی عیسائی کارکن وہاں اس حال میں رہ رہے ہیں کہ ان کا سامان بندھا ہوا ہے، اور وہ ضرورت پڑنے پر اخراج کے لیے تیار ہیں۔ برطانوی کارکنوں کے مقابلے میں امریکیوں کو مخاصمت کا سامنا زیادہ کرنا پڑتا ہے۔"

"ایوانجلزم ٹوڈے (EVANGELISM TODAY) کی 41 کارکنوں پر مشتمل جماعت کو جو اس ماہ طنجہ میں تھی، چھٹیاں منانے والے تین سو برطانوی باشندوں کے ساتھ واپس وطن جانا پڑا۔"

بل سپنسر کا تبصرہ تھا کہ "ہم کسی خطرے میں نہیں تھے" لیکن آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اپنے اہل وطن اتنا محتاط رویّہ کیوں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اگرچہ مراکش کے بادشاہ تنازعے کے بارے میں اقوام متحدہ کے ہم نوا ہیں لیکن مقامی لوگوں میں ہمیں کوئی ایسا فرد نظر نہیں آیا جو کویت سے عراق کو طاقت کے ذریعے نکال باہر کرنے کے بارے میں سوچتا ہو۔ بہت سے لوگ الجھن کا شکار تھے اور یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ ہم موجودہ صورتِ حال کو مشرقِ وسطیٰ میں جاری تنازعہ کا حصہ کیوں نہیں خیال کرتے۔ اس دباؤ کا اثر "ہماری سوچ پر بھی پڑا اور ہم نے معاملات کو دوسرے انداز سے دیکھنا شروع کر دیا۔"

"ہنگامی صورت میں ایجنسیوں کو اگر اس علاقے سے اپنے افراد کو نکالنا پڑا تو انہیں ہوائی کرایوں میں اضافے کے باعث بھاری رقوم خرچ کرنا پڑیں گی۔ لیکن اس وقت یہ لوگ دعا وصبر اور عرب عوام کے ساتھ پائیدار محبت استوار کرنے کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ، جنہیں ہم اپنا "دشمن" کہتے ہیں، محبت اور تعلقِ خاطر کے پائیدار رشتے کو پروان چڑھائیں۔ خلیج میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے لیے وہ لوگ ہم سے زیادہ ذمہ

دار نہیں ہیں، اور اس موقع پر ان کی جانب ہمارا روّیہ ان کے ساتھ بعد میں تعلقات قائم کرنے میں ممدومعاون ثابت ہوسکتا ہے۔"

عرب ورلڈ منسٹریز (ARAB WORLD MINISTRIES) کے جناب بریان نَیل کا کہنا ہے کہ " اس دور میں عرب دنیا مشن کے لیے ایک ایسا میدان ہے جسے بہت کم سمجھا گیا ہے۔ یہ کس قدر المیہ ہے کہ جنگ نے عیسائیوں کو بیدار ہونے اور اس علاقے کا نوٹس لینے کا موقع دیا۔ شاید اس تمام ہنگامے کے ذریعے خدا ہماری توجہ اپنی جانب مبذول کرانا چاہتا ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ ہم دعا کریں اور مشنری کام کے حوالے سے اس سب سے زیادہ نظر انداز کردہ خطّے میں اپنے کارکن روانہ کریں۔"

فیبا (FAR EAST BROADCASTING ASSOCIATION) ریڈیو کی عربی سروس کے نشر کنندگان اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انہیں اس تنازعے کے نتیجے میں عالمِ اسلام کے مرکزی خطے کے لیے تسلی اور چیلنج کے پیغامات نشر کرنے کے بے مثال مواقع میسر آئے ہیں۔ (رپورٹ : ایوانجلزم ٹوڈے)

## افریقہ

### سوڈان : باغی "سوڈان پیپلز لبریشن آرمی" شمالی سوڈان میں بھی نفاذِ شریعت کی مخالف ہے۔

سوڈان کے فوجی رہنما جنرل عمر حسن البشیر نے مسلم اکثریت کے شمالی سوڈان میں اسلامی قانون (شریعت) کے فوری نفاذ کا اعلان کیا ہے۔

"31 دسمبر 1990ء کو سوڈان کے یومِ آزادی کے موقع پر ریڈیو اور ٹیلی وژن پر خطاب کرتے ہوئے جنرل البشیر نے کہا کہ جنوبی سوڈان کو جہاں عیسائیوں اور مظاہر پرستوں کی اکثریت ہے خود اپنا قانونی نظام اختیار کرنے کی اجازت ہوگی۔ اور اس دوران میں وہاں کے قوانین تبدیل نہیں ہوں گے۔"

جنرل البشیر نے کہا کہ وہ "خدا کی منشاء اور عوامی مطالبے" کے مطابق یہ اقدام کر رہے ہیں۔" شریعت کا نفاذ پوری ہوشمندی سے کیا جائے گا۔ اسلام کے اصولِ بردباری، عدل وانصاف نیز افراد اور گروہوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے گا۔